رجسٹرڈ نمبر ۲۰۳۷ ل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد
میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

بانی ادارہ

جلد ۶ | کاکوری پنجشنبہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۹ء مطابق ۴ شوال المکرم ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۲

ادبیات

(غزل از محمد فاروق صاحب جمیل انصاری)

نئے منظر میں جہاں پردہ بہ پردہ دیکھ لیا
سر پہ تلوار، تہ تلوار پہ سر دیکھ لیا

جلوۂ دل زار محبت کا اثر دیکھ لیا
ٹکڑے ٹکڑے مرے سینہ میں جگر دیکھ لیا

کبھی جھکی پہ نگہ ہے یہ پریشاں گیسو
اک ادا میں بھی جنوں تم نے کدھر دیکھ لیا

دیکھ آنسو میں بھی تاثیر نہیں ہے باقی
خوب ہم نے تجھے اے دیدۂ تر دیکھ لیا

میں گیا جوش محبت سے فلک شکن الم
لگنے تاروں کو وہ ہنگام سحر دیکھ لیا

قدرداں سخن دنیا میں نہیں ہے کوئی
ہم جو کہتے تھے ہمیں قتل نظر دیکھ لیا

کچھ نہ چھوڑے گی مرے دل میں یہ سوز پنہاں
چمن کی طرح اب اس نے مرا گھر دیکھ لیا

کوئی نالہ کوئی منظر کوئی بیتاب تپاں
ہو گیا حشر اُدھر تم نے جدھر دیکھ لیا

دل پہ جو تیر پڑے دل کی نہیں کچھ پروا
یہی کیا کم ہے کہ آج اُس نے اِدھر دیکھ لیا

مسکرائے بھی ذرا آپ بھی کی غم بھی سنا
آج کیا حال مرا نوع دگر دیکھ لیا

چلتے چلتے دل سوزاں پہ نظر ڈال گئے
جاتے جاتے مرا جلتا ہوا گھر دیکھ لیا

آ گئے یاد جمیل اپنے وطن کے جلوے
چند یاروں کو جہاں تک سفر دیکھ لیا

موسیقی

موسیقی فرشتوں کی زبان ہے۔ (لانگ فیلو)

موسیقی ٹوٹے ہوئے دل کی دوا ہے۔ (مسز ہے منٹ)

کوئی دل ایسا ہے جو موسیقی کو سنکر نہ نہ کھلے۔ (بی-ٹی)

آسمان کی وہ چیز جو زمین پر ہے۔ (ایڈیسن)

موسیقی ہوا کی شاعری ہے۔ (رچر)

موسیقی سنکر میں کبھی خوش نہیں ہوا۔ (شیکسپیر)

اگر قدرت سے محبت کی جائے تو کائنات کے ذرہ ذرہ میں موسیقی ملے گی۔ (بائرن)

مجھے مرتے وقت موسیقی سنا دو۔ اس سے زیادہ مسرت کی مجھے تلاش نہیں۔ (کیٹس)

شاعر کے اس مصرعہ کو میں کلام ایمان سمجھتا ہوں کہ "جسکو خدا سے محبت نہیں ہوتی اُسکو موسیقی سے محبت نہیں ہوتی۔" (ڈی-ارسلے)

ہماری فطرت کی سب سے بڑی پیاری ضرورت میں سے چوتھی ضرورت موسیقی ہے سب سے پہلے غذا۔ پھر لباس۔ پھر جلب امن۔ بعدہٗ موسیقی۔ جسمیں گیت تصویر اور ..... اور بہت کچھ اور ..... اس سے بھی بہت زیادہ۔ (لانگ فیلو)

(ترجمہ از انگریزی)

محمد شبیر علوی (کاکوروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۶ | کاکوری پنجشنبہ ۱۶ر نومبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۴

ہماری جہالت اور مفلسی

نہ صرف ہمارے قصبہ بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمان اسوقت بڑے ابتلا کے دور سے گذر رہے ہیں۔ نہ حکومت اپنی ہے نہ اپنے پاس دولت و ثروت ہے اور نہ وہ تعلیم ہے جسکی فی الوقت ضرورت ہے۔ یہی اسباب ہیں کہ ہر جگہ و ہر کوشش میں رسوا و ناکام ہونا پڑتا ہے۔ افسوس کہ لیڈران قوم اور مدبران ملک نے ابتک کوئی موثر پروگرام ملک کے سامنے پیش نہیں کیا کہ جس سے ملک کی حالت درست ہو۔

جاپانیوں نے قومی ترقی کا پروگرام بنایا تو انھیں عروج نصیب ہوا۔ ترکوں نے اپنا جمہوری نظام مرتب کرکے عمل پیرا ہوے اس رتبہ پر پہونچے۔ روسیوں نے پنجسالہ اسکیمیں تیار کیں یہ درجہ نصیب ہوا کہ آج دنیا کی دیگر طاقتیں جاپانی ترکی اور روس سے دوستی و معاہدات کرنے کیلئے بے چین ہیں۔

ہم نے گذشتہ اشاعت میں "ہمارا تعلیمی نظام" کے عنوان سے جو مقالہ سپرد قلم کیا تھا اسمیں ہم نے تعلیمی نقائص کو واضح کیا تھا اور یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ تعلیم کسقدر لازمی و ضروری چیز ہے۔ آج ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ جہالت ہی ہماری مفلسی و ناداری کا سبب ہے۔

ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کو اپنے لئے جلد از جلد ایک تعمیری پروگرام مرتب کرکے عمل شروع کردینا چاہئے تاکہ تعلیم کے ساتھ اقتصادی مسئلہ بھی حل ہوسکے یا ختم تعلیم کے بعد بیکاری کے مصائب میں نہ گرفتار ہونا پڑے۔

تقریروں اور تحریروں سے صرف جذبات کو مشتعل کرنے سے کام نہ چلیگا اور نہ ملک و قوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتی ہے۔

اگر ہم کو طاقتور جماعت بننا ہے تو ہمیں اسکے لئے تیاری کرنا ہوگی قربانی کرنا ہوگی تاکہ ہم قعر ذلت سے نکلکر ترقی کی منزل کی طرف جاسکیں ہمیں اسکے لئے متواتر جدوجہد اور محنت کرنی ہوگی۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ ہم رزولیوشن پاس کرکے مطمئن ہوجاتے تھے کہ کام پورا ہوگیا۔ اب عمل کا زمانہ ہے ہم کو بھی سب کام عملاً کرنا ہونگے۔ اور پروگرام کے ہر جزو کو عملی جامہ پہنانا ہوگا۔

ہم کو عوام الناس کا درجہ بلند کرنا ہے ان کی گری ہوئی حالت کو سدھارنا ہے تاکہ وہ خوشحال اور باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل ہوسکیں۔

اسوقت ہمارے سامنے دو زبردست دشمن ہیں جنکا ہم کو مقابلہ کرنا ہے۔ ہماری ہر جماعت اور طبقہ مفلسی کا شکار ہے۔ ہماری اقتصادی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ ہم تجارت میں بالکل پسماندہ ہیں۔ شہروں میں تو خیر کچھ تجارت کا چرچا ہو بھی چلا ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ بھی کچھ اس طرف متوجہ ہوا ہے لیکن قصبات کی حالت اب بھی بہت خراب ہے اور دیہاتوں کی حالت تو اور بھی ناگفتہ بہ ہے۔ تعلیم سے بے بہرہ صنعت و حرفت کے نام سے نابلد۔

مرفع الحال طبقہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کے معاملات میں دلچسپی لیں انکی تکالیف میں شریک ہوں اور سب حقیقتہً طور پر مفلسی و جہالت کے دفعیہ کی کوشش جبتک کرینگے ملک و وطن کی حالت بلند نہ ہوگی۔ اپنے بچوں کو تعلیم کے ساتھ یا ختم تعلیم کے بعد صنعت و تجارت کی ٹرینگ دلوانا ضروری سمجھ لیں۔ پھر دوکانیں کھولیں کارخانے جاری کریں۔ ساتھ ہی اسکو بھی دیکھیں قوم، ملک و وطن میں ایسے ہونہار اور ذہین بچوں کو تعلیم دلوانے کا انتظام کریں جو تعلیم حاصل کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

ہمارے قصبہ میں خاص طور پر ضرورت ہے کہ یہاں کے با اثر صاحب ثروت، قومی و ملکی تباہی کا احساس کرنیوالے مجتمع ہوکر یہ سوچیں کہ عام طور سے مفلسی و جہالت کو قصبہ سے کیونکر دفع کیا جائے اور جلد ایک لائحۂ عمل مرتب کرکے موجودہ نسل کو مفید و باکار بنانے کی کوشش کیجائے ورنہ خدا نخواستہ وہ زمانہ دور نہیں کہ یہ طوفان ہماری ہستی کو مٹا کر چھوڑیگا۔

میری دنیا

(سید علاؤالدین کرمانی ایف۔ اے۔ دسکہ ڈاں)

جانتا ہوں کہ تمہارا حاصل ہونا دشوار لیکن بیتابانہ تمہاری طرف دوڑتا ہوں۔ برسات کے موسم میں ..... اندھیری راتوں میں۔ موسلا دھار بارش میں۔ جب پپیہا اپنی پی کہاں کی رٹ سے دلِ ستم خوردگان عشق کے زخموں کو شگفتہ کرتا ہے۔ بادل گرجتے ہیں۔ بجلی چمکتی ہے اسوقت ہاں اُسیوقت اے میرے محبوب مجھے تیرا خیال نہ معلوم کہاں سے کہاں لے جاتا ہے۔ جانتا ہوں کہ حسن مجسم فریب ہے تمہارے نغمے طلسمانی گیت ایک فریب رنگین ..... نہیں تم وفا کی پتلی ..... جوہر شرافت کی مجسم تصویر ..... میرا کیا دور ہی سے ناکامی اور حسرت بھرے دل کو دبائے ہوئے اپنی دیوی کی پوجا کیا کرونگا۔ میرے آنسو میرے جذبات دلی کے سچے ترجمان ہروقت ہر گھڑی اپنی پریم کی مورتی پر نچھاور ہونے کیلئے تیار .....

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

کیا یاد ہے جب تمہاری حسن و جوانی کی مدھ بھری گھنگھور گھٹائیں میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھیں اور میں تمہارے تصور میں مشغول ..... میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے باغ کی طرف جاؤں میں چل کھڑا ہوا لیکن جونہی تمہارے باغ کے نزدیک پہنچا تم خوشنما پھولوں کی روش میں رنگین پھولوں سے اٹھکیلیاں کر رہی تھیں نسیم عطر بیز کی لطیف اور گستاخ لہریں تمہارے عارض تاباں سے مس ہو ہو کر لطف اندوز ہو رہی تھیں تم نے مجھے دیکھا پھولوں کو ہوا میں اُڑاتی ہوئی میری طرف بڑھیں ..... میں نے کہا کیا تمہیں میری فرقت کا احساس نہیں تم کسقدر بے رخی سے بولیں تمہارے تخیل سے بلند تر احساس ان خوشنما پھولوں میں۔

ان پھولوں کے گرد یہ کمبخت کانٹے کیوں آ گئے ہیں

تم نے دلفریب انداز میں کہا میں نے دیکھا تم اپنی انگلی میں پھونکیں مار رہی تھیں تمہارا نرم اور نازک ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا اور میں مسرور ہوں۔ کیا ابھی تک کانٹا نظر نہیں آیا۔ تم نے برق پاش تبسم کے ساتھ کہا اُف تمہارے اس جلد میں کسقدر شوخی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ میں ڈگمگایا۔ کانپا۔ "اُف رعب حسن" میں نے دیکھا کانٹا صرف اوپری جلد میں تھا میں نے نہایت آسانی سے نکال لیا۔

ایک مسکی ایک مرمریں مجسمہ کی طرح تم نے اپنی حسین بانہیں میرے گلے میں ڈالدیں میں تمہارے عارض پر بکھری ہوئی لٹوں سے کھیلنے لگا تم اسوقت دیوی تھیں اور میں تمہارا پجاری معلوم ہوتا تھا کہ ایک قفس عنصری میں دو روحیں عود کر آئی ہیں۔ تمہارے ہر اشارہ میں ایک ادا۔ ادا میں شوخی۔ شوخی میں جوانی کی ترنگ۔ جوانی کی ترنگ میں شباب۔ شباب میں مستی۔ مستی میں خمار۔ خمار میں مدہوشی۔ مدہوشی میں لذت۔ لذت میں چاشنی۔ چاشنی میں اثر موجود تھا۔ تمہارے چہرہ پر صباحت۔ صباحت میں اُداسی۔ اُداسی میں خاموشی خاموشی میں اخفائے راز کا رنگ جھلکتا تھا میں نے کہا انگلیس کیا اس دنیا میں ہم دونوں کی زندگی لوگوں کیلئے قابل رشک ہوگی تم مسکرا کر بولیں صرف رشک انگیز ہی نہیں بلکہ سبق آموز پیارے پریتم چلو تم نے محبت بھرے لہجہ میں کہا اُٹھو یہ ہمارے خواب کی تعبیر ہے وہ خواب جسمیں مقدس عبادت کے دو روحانی معجزہ پنہاں ہیں۔ ..... کاش میں پھر دوبارہ اُس دیوی کی پوجا کرتا۔

(بسلسلہ اخباری دنیا)

کہا جاتا ہے کہ کانگریس و مسلم لیگ کے سمجھوتہ کے سلسلہ میں پنڈت نہرو قائد ملت اسلامیہ مسٹر محمد علی جناح سے ابھی خط و کتابت کرینگے اور اسی سلسلہ میں پنڈت جی نے سر سکندر حیات خاں سے بھی تبادلۂ خیالات کرنے کا اظہار کیا ہے۔

دارالامرا میں ہندوستان کی بابتہ جو مباحثہ گذشتہ ایام میں ہوا تھا پنڈت جواہر لعل نہرو نے اُسکے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی پارلیمنٹ میں جو کچھ ہوا اُس سے مجکو کوئی دلچسپی نہیں ہم ہندوستان کے معاملات میں لگے ہوئے ہیں۔

ایران کی سرحد پر روسی فوجیں جمع ہونے کی جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی اُسکی کوئی اصلیت نہیں باخبر حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ روس و ایران کے تعلقات دوستانہ ہیں اور بقول انصاری ایسی تمام افواہیں کسی رخنہ

پریم چند

(از مولوی حسن ابن ضیا علوی ضیا کاکوروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

پریم چند کی تصنیفات نہایت زبردست اور پراثر ہیں انکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کی بہت سی ایسی باتیں جنہیں ہم آسان سمجھتے ہیں اگر حقیقتاً وہ پیچیدہ ہوتی ہیں۔ پریم چند نے انسانیت کا جو جوہر دریافت کیا ہے وہ انسانی ہمدردی ہے اور اسکی مدد سے وہ زندگی کی تاریکی کو روشنی میں تبدیل کر دکھاتا ہے۔ پریم چند انسانی فطرت کے متعلق بہت بلند رسائے رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ فطری بلندی انسان سے بآسانی زائل نہیں ہو سکتی۔ غریبی امیری کے غیر فطری امتیاز کا بہت بڑا دشمن ہونے کے باوجود وہ افلاس کو مارسیاہ سمجھتے ہوئے بھی پریم چند اسے تکمیل نفس کیلئے تمدن سے کہیں زیادہ ضروری سمجھتا ہے کہ یہ انسان میں عزم کامل ہمدردی اور دلسوزی پیدا کرتا ہے۔ سچ پوچھئے تو ایسی ہی ناگوار باتوں کو معلوم کرکے ہم اپنی فطرت کی اندرونی کیفیات تو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور کیرکٹر اخلاق اور اعمال کے پیچیدہ معاملے بہت آسانی سے حل کر سکتے ہیں۔ پریم چند کے تجربات نہایت تلخ ہیں۔ ان کا فلسفۂ زندگی اور فلسفۂ کائنات نہ صرف بہت معین اور بہت موثر ہے بلکہ بہت نرالا ہے۔ مثلاً ان کا تجربہ ہے کہ اس کارزار ہستی میں مذہب اور اخلاق ہی پر ہر چیز کا انحصار نہیں ہے بلکہ یہاں مکر و فریب و غاصب جائز ہیں بشرطیکہ ان سے مطلب پورا ہوتا ہو یہاں کام کے جا و بیجا ہونے کا فیصلہ کامیابی کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اگر جیت گئے تو سارے دھوکے اور مغالطے ساحریت کے نام سے پکارے جاتے ہیں ہمارے کام کی تعریف ہوتی ہے۔ اگر ہار گئے تو انہیں گناہ کہا جاتا ہے۔ غرضکہ انہیں تجربات کی روشنی میں وہ اپنے کردار کی تخلیق کرتے ہیں۔ اور ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور آپ ان میں زندگی کے متحرک آثار کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ منشی صاحب کی تصانیف میں بذلہ سنجی اور ظرافت تام و کمال موجود ہے۔ بخلاف اکبر الہ آبادی انہیں شکوہ کم ترغیب زیادہ۔ انگریزی مشہور ناولسٹ تھامس ہارڈی کی دیہاتی خوش گپیاں یکی ناولی (میور آف کاسٹر برج اور انڈر دی گرین ووڈ ٹری) میں بعض جگہ ضرورت سے زیادہ سبک ہو گئی ہیں اور اصلاحی پہلو کا تو نام ہی نہیں۔ اور محض دوما پر تفریح ہے۔ وہ اپنے مختلف افسانوں میں اسلاف کے کارنامے بیان کر کے بتاتے ہیں کہ تم پہلے کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔ راجپوتوں کی شجاعت کا ذکر آپ اکثر پائینگے ایسے موقعوں پر بعض وقت حقیقت کے ساتھ شعریت بھی وہ اپنے افسانوں میں شامل کر دیتے ہیں۔ اسطرح دلچسپی اور جوش ضرور زیادہ ہو جاتا ہے لیکن اس انداز میں شعریت حقیقت پر غالب نظر آتی ہے۔ پریم چند کے افسانوں کی مائیں بہنیں اور بیویاں بالکل وہی ہیں جن کے پاکیزہ جلووں سے ہندوستانی گھر معمور ہیں ان کے ناولوں میں بعض اوقات پلاٹ کی کمزوری پائی جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے افسانے آٹھ نو صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں اور دو دو جلدیں تو ہر ایک ناول کی ہیں۔ اس طویل نویسی کے ان کے بعض حصوں میں پلاٹ کی وہ دلکشی مفقود ہو جاتی ہے جو دوسرے مقامات پر نظر آتی ہے۔ مگر اسکے برعکس مختصر افسانوں میں یہ کمزوری سخت سے سخت الفاظ میں سخت سے سخت نقاد کو بھی نظر نہیں آ سکتی۔ ان کی کردار نویسی کا کمال ان کی کہانیوں میں ہے۔ ہندوستان میں تحریک وطنیت کی تاریخ۔ مورخ کا قلم جب آج سو پچاس برس کے بعد لکھے گا تو اسکی تیس پینتیس برس کی تاریخ سمجھنے کے لئے جہاں گاندھی۔ محمد علی جناح۔ جواہر لال۔ محمد علی۔ انصاری اور ابوالکلام کی تحریریں و تقریریں پڑھنی لازمی ہونگی وہاں پریم چند کے افسانے بھی ناگزیر ہونگے۔ یہی وہ ان کی ہمیشہ کی یادگار ہے جو تا ابد باقی رہے گی اور انکے نام لیوا بہت ملینگے

مرحوم کو مرے ہوئے ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے یہ اور بھی افسوسناک ہے۔ جو پیدا ہوا ہے اسکو مرنا لازمی ہے۔ اسکا رونا کہاں تک رویا جائے۔ لیکن جسکا مشن پورا ہو چکا ہو اور نام باقی ہے اُسے مردہ نہیں کہہ سکتے۔

میں سینما کیوں جاتا ہوں

کاروباری آدمی:۔ جس دن مجھ کو کاروبار میں زیادہ نفع ہوتا ہے تو سکون و اطمینان کیلئے سینما جاتا ہوں۔ ایک تجارتی ہر چیز کو روپیہ آنہ پائی کی طرح شمار کرتا ہے اسیطرح میں گانے کو بھی پرکھتا ہوں ہندوستانی فلم میں گانے میرے ذوق کے مطابق ہوتے ہیں۔ موسیقی تھکے ہوئے دل و دماغ کا مجرب علاج ہے۔

کلرک:۔ جب مجھے کچھ بالائی آمدنی ہو جاتی ہے تو سینما ضرور دیکھتا ہوں صرف یہ سمجھنے کیلئے کہ میری حیثیت کا انسان کسطرح محبت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ میں تصویر میں ہیرو کی حیثیت کا موازنہ کرتا رہتا ہوں لیکن بدقسمتی سے ابھی تک اپنا جیسا عاشق دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ صرف ایک تصویر ایسی دیکھی کہ ایک کلرک نے اپنے آقا کی بیٹی سے محبت کی اور کامیاب ہوا کہ دونوں کی شادی ہو گئی۔ لیکن جب میں نے اسپر عمل کیا تو نوکری بھی گئی اور ذلت سے نکالا گیا پھر بھی میں مایوس نہیں ہوا ہوں۔

اڈیٹر:۔ بڑا سبب میرے سینما دیکھنے کا یہ ہوتا ہے کہ مجھ کو فری پاس ملجاتا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف خود بلکہ دوست احباب کو بھی سینما دکھا سکتا ہوں اور اگر کسی وجہ سے پاس نہ ملا تو اسلئے سینما اور بھی جاتا ہوں کہ تصاویر وغیرہ کو تنقیدی نظر سے دیکھکر عیوب پر نگاہ ڈالوں اور جسقدر غلطیاں محسوس کروں اخبار میں چھاپ کر فلمساز کی خبر لوں۔

منچلا شہری:۔ میں تندرست اور قوی الجثہ نوجوان ہوں۔ شادی ابھی ہوئی نہیں۔ فلم ایکٹرسین مجھ میں ایک مقناطیسی قوت پیدا کر دیتی ہیں میں اُنکے حسین و جمیل چہروں اور نقرئی شکن شباب کی زیارت کیلئے سینما جاتا ہوں۔

شوہر:۔ جب میری بیوی کا پارہ حرارت چڑھ جاتا ہے اور وہ نا ملائم الفاظ استعمال کرنے لگتی ہے تو میں ایسے نازک وقت میں طرح دیکر چلا جاتا ہوں اور فلم بینی میں اطمینان دماغی محسوس کرتا ہوں کیونکہ سینما کو سکون خاطر کا بہترین ذریعہ سمجھتا ہوں۔

بیوی:۔ جب میں گھریلو جھگڑوں اور دوسرے غیر دلچسپ بکھیڑوں سے اکتا جاتی ہوں اور میرا سکون دماغ غارت ہو جاتا ہے تو اپنے شوہر سے سینما جانے کی خواہش کرتی ہوں۔ فلمی واقعات محبت میرے لئے سامان محبت ہوتے ہیں کیونکہ شادی کے ابتدائی دور میں ایسے چند پرکیف اور حیات آفریں دنوں سے مجھے بھی سابقہ پڑ چکا ہے۔

عاشق مزاج:۔ محبت کو استوار اور کامیاب بنانے کے بہت سے عملی سبق میں سینما دیکھکر ہی حاصل کرتا ہوں۔ فلم کا مکالمہ اُن الفاظ و اندازات سے آشنا کر دیتا ہے جسکے ذریعہ میں اپنے محبوب کو خوش کر سکوں۔ فلمی گانے محبوب کی توجہات حاصل کرنے کا کامیاب ذریعہ ہے۔ میری نظر میں سینما ہال "اسکول کا کمرہ" ہے۔

طالب علم:۔ میرے والدین سینما دیکھنے سے منع کرتے ہیں اُن کا قول ہے کہ فلم نوجوانوں کی زندگی تباہ کر دیتا ہے۔ نہ معلوم "تباہی" کا مفہوم اُنکے ذہن میں کیا ہے۔ صرف اسی کو سمجھنے کے لئے میں سینما دیکھتا ہوں۔

آوارہ گرد:۔ میری نظر میں سینما کو کوئی خاص اہمیت نہیں۔ مجھے تو ہر وقت ایک تازہ ہنگامہ درکار ہے۔ جسطرح قہوہ خانہ یا حجام کی دوکان پر جانا ویسے سینما دیکھنا۔ ہاں اتنا ہے کہ پردہ سیمیں پر اچھی اچھی صورتیں، گانا، اور جھگڑوں کے واقعات دیکھنے میں آجاتے ہیں۔ مجکو تو ایسا فلم پسند ہے جسمیں اغوا کے واقعات، سرپھٹول اور لڑائی جھگڑے کے مناظر ہوں۔ سینما کو اسلئے اور بھی پسند کرتا ہوں کہ اس کے ذریعے بہت سی نئی نئی باتیں یاد ہو جاتی ہیں۔

ماخوذ "عشرخیال" دہلی، ستمبر [illegible]

(بسلسلہ اخباری دنیا)

لکھنؤ میں [illegible] نومبر [illegible] کو دوپہر کے وقت شیعہ و سنیوں میں پاٹے نالہ پر شدید تصادم ہو گیا۔ نتیجہ میں تین قتل اور قریب چالیس آدمیوں کے مجروح ہوئے، حافظ قاری محمد اسلم صاحب ایک سنی بزرگ کا قتل نہایت بیدردی سے حالت نماز میں کیا گیا۔ مولانا مرحوم روزہ سے تھے خداوند شیعہ و سنی کو عقل عطا فرما تاکہ وہ اپنے نیک و بد میں تمیز کر سکیں۔

وطن کی خبریں

نوٹ :- اعزہ و احباب جو بسلسلہ اہلِ وطن سے جدا ہیں خواہ وطن میں ہیں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابلِ اندراج خبریں اور اطلاعات فوراً میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ — اڈیٹر

موسم :- دھوپ میں تیزی بتدریج کم ہو رہی ہے اور ہوا میں بھی خنکی پیدا ہو گئی ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد کافی خنکی ہونے لگی ہے اور شب کو موٹی رضائی اوڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ موسم پُر لطف و خوشگوار ہے۔

آب و ہوا :- نزلہ و زکام کی شکایات سنی جاتی ہیں اور اکثر لوگوں کو انفلوئنزا ہونے کا بھی حال معلوم ہوا ہے۔ جو بے احتیاطی سے میعادی بخار کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

رمضان کی چہل پہل :- جن مساجد میں دوسرے عشرہ میں تراویح میں کلام پاک سنانے شروع ہوئے تھے وہاں بھی ختم رمضان سے دو چار دن قبل حفاظ نے قرآن شریف ختم کر دیے۔ برگد تلہ اور چودھری محلہ کی مسجدوں میں ۲۸ و ۲۹ر رمضان کو شبینہ بھی ہوا تھا۔ سچ یہ ہے کہ جو چہل پہل ماہِ صیام میں قصبہ میں رہی وہ ان مبارک ایام کے ختم ہوتے ہی رخصت ہو گئی اور وہی عام سناٹا سرِ شام ہی سے قصبہ میں طاری ہو جاتا ہے۔

دیوالی :- برادرانِ ہنود نے اپنا تہوار نہایت پُر لطف طریقہ پر منایا۔ پہلے دن چراغ جلنے کے بعد حسبِ دستور ایلا بلیا نکالی گئی اور مکانات پر چراغاں کیا گیا۔ بازاروں میں حلوائیوں اور بھڑبھونجوں کی دوکانیں خوب آراستہ تھیں اور مختلف مقامات پر جوئے کے اڈے قائم تھے جہاں دو دو روز تک خوب ہجوم رہا اور خوب چھکے سجے ہوئے ہوں گے۔ ہم اپنے برادرانِ وطن کو تہوار کے بخیر و خوبی اور خوشی و خرمی سے منانے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ولادت :- اورنگ آباد کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ منشی نبی حسن علوی بی۔ اے کے گھر میں یکم رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کو لڑکی تولد ہوئی تھی۔ بچی کی ولادت کے بعد سے زچہ سخت علیل ہیں اور شدید بخار آ رہا ہے۔ اس وقت تک بہترین ڈاکٹروں سے رجوع کیا جا چکا ہے لیکن ابھی تک شکایت رفع نہیں ہوئی۔ ٹمپریچر ۱۰۵ تک رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مریضہ کو جلد صحیح و تندرست فرما کر سب کو مطمئن فرمائے۔

دعوتِ افطار :- مولوی احسن مجتبیٰ علوی نے ۲۹ر رمضان کو اپنے اعزا و احباب کو پُر تکلف دعوت دی۔ روزہ کھولنے کے بعد دیر تک لوگ چاند دیکھنے میں مصروف رہے۔ چاند دیکھ کر دوہری خوشی و انبساط کا اظہار تھا۔ اول تو ۲۹ر کے چاند نظر آنے پر دوسرے عید کی دسترخوان پر بیٹھ کر روزوں کے ختم ہونے کی خوشی میں لوگوں نے خوب سیر ہو کر افطاری و کھانے پر توجہ کی۔

عید الفطر :- یکشنبہ کو یہاں چاند بہت صاف طور پر نظر آیا اور دوشنبہ کو عید کا تہوار منایا گیا۔ نماز دوگانہ حسبِ دستور محلہ کی مسجدوں و جامع مسجد و تکیہ شریف پر اور عیدگاہ میں پڑھی گئیں۔ عیدگاہ میں مجمع کثیر تھا ٹھیک ۱۱ بجے نماز شروع ہوئی اور حاجی مولوی مصطفیٰ حسن علوی ایم۔ اے نے عیدگاہ میں امامت کے فرائض ادا کیے اور نہایت خوش الحانی سے نماز و خطبہ پڑھا۔ مسلم نیشنل گارڈ کا ایک دستہ باوردی زیرِ قیادت محمد کامل خاں بھی موجود تھا اور ختم نماز کے بعد اراکین نیشنل گارڈ نے مسلم لیگ کے نشان لوگوں کے سینوں پر لگائے جس سے اُس کے فنڈ میں کچھ آمدنی ہوئی۔ نمازیوں کے جوتوں وغیرہ کی حفاظت بھی گارڈ نے انجام دی۔ تکیہ شریف کاظمیہ کی خانقاہ کی مسجد میں جناب حافظ شاہ علی حیدر صاحب نے فرائض امامت انجام دیے تھے۔

چونکہ چاند صاف نظر آ گیا تھا اور کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا تھا اور باہر سے اطلاع کے انتظار کی ضرورت نہ تھی لہٰذا رات ہی سے لوگوں نے عید کے انتظامات شروع کر دیے تھے اور دوشنبہ کو سویرے ہی سے قصبہ میں چہل پہل شروع ہو گئی تھی۔

عید کا اجتماع :- حسبِ اعلان بارہ دری جناب قاضی القضاۃ صاحب بہادر میں مثل سالہائے گذشتہ ہر طبقہ و خیال کے لوگ جمع ہوئے تقریباً ہر محلہ کے لوگوں نے کم و بیش شرکت کی اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ مجمع بہت اچھا تھا۔ بعض نئے حضرات بھی تھے جن کو پہلی بار شرکت کا اتفاق ہوا تھا اس تحریک کو بہت پسند کیا گیا۔ تبادلۂ خیالات کے علاوہ کچھ

ولادت :- مورخہ ۱۵ر نومبر کی درمیانی شب میں بمقام لکھنؤ شیخ شوکت علی عباسی (داماد منشی ...) کے یہاں بچی پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولود کی عمر دراز کرے۔

شعر و شاعری کا چرچا رہا۔ سید خورشید علی بقا۔ حاجی مولوی مصطفیٰ حسن علوی فریاد اور مولوی شفیق احمد عباسی شفق نے اپنے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا اور داد و تحسین حاصل کی۔ حسب دستور جملہ حاضرین کی چاء۔ پان وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

ٹی پارٹی:۔ عید کے دوسرے دن منشی نصیر الدین حسن علوی (جلوی علیگ) نے اپنے چھوٹے بھائی مسٹر حسن (جو ان کی بنگلور سے (جہاں وہ بغرض تعلیم مقیم تھے) بعد ختم تعلیم شاندار کامیابی کے ساتھ بخیریت اور بحالت صحت معاودت وطن پر اپنے اعزا و احباب کو پُر تکلف ٹی پارٹی دی۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) سید شہاب الدین کرمانی کی شکایات میں اب بفضلہ تعالیٰ بہت کمی ہے اور انھوں نے کچہری جانا بھی شروع کر دیا ہے لیکن ابھی ضعف و اضمحلال ہے علاج جاری ہے۔

(۲) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی کے پیٹ میں ورم تھیں ہے یونانی علاج سے بہت نفع ہوا اور طبیعت چاق ہے صرف کسی قدر ضعف ہے۔ اختلاجی دوروں میں بھی بہت کمی ہے۔

علالتیں:۔ (۱) معلوم ہوا کہ جناب منشی احتشام علی صاحب (ناظم) کا مزاج اس طرف پھر ناد رست ہو گیا تھا اور اسہال کی شکایت ہو گئی تھی گو اب پہلے کے مقابلہ میں سکون ہے لیکن بار بار کے دوروں نے موصوف کو ضعیف و مضمحل بہت کر دیا ہے باری تعالیٰ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) سنا گیا ہے کہ منشی حبیب الدین کرمانی (ناظم) ریاست چرکھاری سے جہاں وہ ملازم ہیں علیل ہو کر وطن آئے ہیں۔ شدید ہیچش کی شکایت ہو گئی ہے ڈاکٹر پلیوری تجویز کرتے ہیں۔ نقاہت بہت ہے اور مرض خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

(۳) شیخ حیدر حسن عباسی کی شکایت میں فی الجملہ بفضلہ بہت کمی ہے اور اب اجابت لبستہ ہوتی ہے۔ نقاہت ابھی بہت ہے پرہیز بھی بدستور ہے اور دواؤں کا سلسلہ جاری ہے حکیم صاحب نے بہت احتیاط رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ ہنوز غذا میں تبدیلی نہیں کی ہے اور پھلکا دیا جانا منظور نہیں کیا ہے۔ اللہ جل شانہ عزیز مذکور کی شکایات کو رفع فرما کر صحیح و تندرست فرمائے۔

(۴) معراج الحسن سلمہ خلف ماسٹر اظہار الحسن کے متعلق معلوم ہوا کہ گذشتہ جولائی میں درخت سے گرنے میں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹنے سے جو زخم ہو گئے تھے باوجود بہترین علاج کے ابھی تک اچھے نہیں ہوئے اور سنا ہے اب ڈاکٹروں نے رسلے دی ہے کہ ہاتھ کاٹ دینا چاہئے بیچارے اظہار الحسن صاحب بیحد پریشان ہیں۔ (ا) ہنا ہاتھ بچہ اگر خدا نخواستہ یہ عمل کیا گیا تو بچہ کی زندگی بیکار ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے بچہ کا ہاتھ درست ہو جائے اور والدین کو اطمینان نصیب ہو۔

(۵) جناب حافظ شاہ اکرام علی صاحب کے متعلق معلوم ہوا کہ بمقابلہ پہلے کے اصل مرض میں سکون ہے لیکن خاموشی و اضمحلال بہت ہے۔ غذا کی جانب بھی رغبت کم ہے۔ ضعیف بہت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ شکایتیں رفع فرمائے۔

(۶) قاضی ولی حیدر خاں عباسی کو آجکل بواسیر کی تکلیف بہت ہے۔ مسوں کے نکالدینے کا طریقۂ علاج شروع کیا ہے۔ خدا کرے اس سے فائدہ ہو۔

(۷) اورنگ آباد سے درد صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں آج کل ملیریا بخار کی سخت شکایت ہے۔ چنانچہ اپنے بچہ محمد علی اور مرزا علی عرف انجم خلف میر ثامن علی عباسی کے بخار میں مبتلا ہونے کی اطلاع دی ہے۔

متفرقات:۔ (۱) ہم نے دلی رنج و افسوس سے اس خبر کو سنا کہ شیخ اطہر علی عباسی عرف مدثر خلف شیخ اظہر علی صاحب عباسی آزاد پر بھی لکھنؤ میں ہر نومبر کے شیعہ سنی ہنگامہ میں قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا اور قرولی کے تین گہرے زخم لگے تھے۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ یوم واقعہ کو مدثر صاحب اپنے کسی مقدمہ کی پیروی کر کے یکہ پر کچہری سے چوک کی طرف جا رہے تھے۔ مقبرہ حکیم مہدی کے قریب کسی شخص نے پہلے لاٹھی کا وار کیا جو چہرہ پر لگا جسکے صدمہ سے یکہ سے نیچے آ رہے اور دونوں بازوؤں اور پشت پر چاقو یا قرولی ماری گئی۔ زخم کافی گہرے تھے۔ کچھ لوگ دوڑ پڑے حملہ آور بھاگ گیا اور مدثر صاحب کو بیہوشی کی حالت میں میڈیکل کالج پہونچایا گیا۔ خدا کا شکر کہ زخم مندمل ہو رہے ہیں اور دس بارہ روز کے بعد اسپتال سے

سکان جانے کی اجازت مل جائے گی۔

(۲) یہ سنکر بہت افسوس ہوا کہ مسمی امیدعلی کے احاطہ مکان کے چھپر واقع محلہ چودہ میں ۸ر و ۹ر نومبر کی درمیانی شب میں ۱۱ بجے کسی شخص نے عداوتاً آگ لگا دی۔ چھپر کے نیچے دو بیل زراعتی کام کے اور یکہ کا گھوڑا بندھے ہوئے تھے۔ آگ کو بڑی مشکل سے قابو میں لایا گیا۔ چھپر بالکل جل گیا اور اسکے نیچے سے گھوڑا اور ایک بیل کو بدقت نکالا جاسکا دوسرا بیل جل گیا۔

(۳) فاتحہ سالانہ حضرت شاہ حیدر علی صاحب قلندرؒ حسب دستور ۲۰ر شوال المکرم بعد نماز مغرب تکیہ شریف پر ہوگا۔

(۴) شیخ صفدر علی عباسی جنکے متعلق گزشتہ اشاعت میں تجارتی جہاز سے ملٹری انڈین نیوی میں تبدیل ہونے کی خبر درج ہوئی تھی اب معلوم ہوا ہے کہ اپنی چند روزہ ملٹری جہاز کی ٹریننگ بمبئی میں ختم کرکے مدراس بحیثیت سب لفٹنٹ مقرر ہوکر گئے ہیں۔

(۵) کلکتہ سے مولوی حیدر عظیم نے حسب ذیل اطلاع بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجی ہے:۔

کاکوری کی ایک معزز خاتون طاہر النسا بیگم ہمشیرہ منشی عبدالحمید علوی کسٹم انسپکٹر کلکتہ (اہلیہ مولوی کلیم الدین خاں علوی) جو بہت پرجوش خاتون ہیں اور حب قومی کا درد دل میں رکھتی ہیں میدان عمل میں گامزن ہیں۔ لکھنؤ میں خاکسار ایجیٹیشن کے سلسلہ میں کلکتہ میں بڑے جوش و خلوص سے عملی طور پر سرگرم عمل ہوئیں اور خود بھی بذات خاص ایجیٹیشن میں حصہ لینے کیلئے لکھنؤ پہونچنے کے واسطے مضطرب و بیتاب تھیں لیکن ادارہ علیہ سے انکو اجازت نہیں ملی مجبوراً اپنا قائم مقام لکھنؤ محاذ کے لئے بھیجا تھا جو بعد فتح و نصرت کلکتہ واپس پہونچ گیا۔ خاتون موصوفہ نے اپنی مخلصانہ و پرجوش تقاریر اور مضامین سے کلکتہ میں خاکسار تحریک کو بہت امداد پہونچائی۔ موصوفہ کے بعض مضامین اور تقاریر پر گورنمنٹ بنگال نے اعتراض بھی کئے اور ناراضگی کا اظہار کیا لیکن خاتون موصوفہ نے اپنی عملی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ ان کی عملی جدوجہد اور مخلصانہ سرگرمی کو دیکھکر اب ادارہ علیہ نے طاہر النسا بیگم کو مسلم خواتین مجاہدین خاکساران کا سالار مقرر کرکے انکی ہمت افزائی کرتے ہوئے ...

[illegible]

اخباری دنیا

مغربی محاذ۔ جنگ بہ اسقدرت کوئی قابل ذکر آویزش نہیں ہوئی خرابی موسم کی وجہ سے فریقین تیاری میں مصروف ہیں ساتھ ہی نقشۂ جنگ پر بھی غور ہو رہا ہے۔ جرمنی کی ابھی تک کوئی کل درست نہیں ہوئی کہ وہ فیصلہ کرسکے کہ کونسی سمت فرانس کی طرف بڑھنے کی اختیار کیجائے روما کے ریڈیو اسٹیشن سے اعلان ہوا ہے کہ برلن میں جرمن جرنیلوں کی ایک اہم کانفرنس ۱۰ر نومبر کو ہر ہٹلر نے طلب کی تھی کہ طریقہ جنگ کے متعلق مشورہ کیا جائے۔

ترکی۔ وزیر خارجہ ایم۔ سراج اوغلو ترکی پارلیمنٹ میں برطانیہ، فرانس اور ترکی کے معاہدہ کی تصدیق کیلئے پیش کرتے وقت خارجی معاملات پر ایک بیان دینگے اور روس کے ایم۔ مولوٹوف نے حال میں ترکی کی بابت اپنی تقریر میں جو حوالہ دیا ہے اسکا جواب بھی وزیر خارجہ ترکیہ کی جانب سے دیا جائے گا۔

یو۔ پی ہی میں صرف نہیں بلکہ تقریباً کل کانگریسی صوبوں میں کانگریسی وزرا نے اپنے استعفے دیدیے اور گورنروں نے استعفوں کو منظور کرکے اور ایڈوائزر مقرر کرکے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔

لکھنؤ میں خاکسار ایجیٹیشن وزارت کے مستعفی ہوتے ہی نئی گورنمنٹ نے مناسب طریقہ پر ختم کردیا اور باہر کے جسقدر خاکسار لکھنؤ آئے ہوئے تھے اپنے اپنے مقامات کو واپس گئے۔ صوبہ یو۔ پی سے خاکساروں کے فاتحانہ واپسی پر لاہور مسلم لیگ نے تمام مقامات پر خاکساروں کے شاندار استقبال کیلئے عظیم الشان تیاریاں کیں۔

دہلی میں مسٹر گاندھی وغیرہ اور قائد اعظم ملت اسلامیہ مسٹر محمد علی جناح وائسرائے کی تحریک پر کانگریس و مسلم لیگ کے اختلافات کے رفع کرنے کی گفتگو کئی روز تک ہونے کے بعد ناتمام و ناکام طریقہ پر ختم ہوگئی۔ شیعہ و سنی مفاہمت کے لئے جو کانفرنس مولانا ابوالکلام آزاد نے رچائی تھی وہ ناکام رہی اور سب نتیجہ ثابت ہوئی۔ کچھ بھی مولانا طے نہ کراسکے بلکہ ایک نیا شگوفہ چھوڑ کر چلتے بنے۔

دیونا میٹرا انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (ذال الہی) کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔